از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:13 جنوری1959

گلنا کانتاناتھ

بنام

دی سٹیٹ آف آسام

(جے ایل کپور اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

فوجداری قانون- دنست گیری--رشوت خوری-رشوت کے جرم کی سزا کالعدم - دنست گیری کے لیے اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنا- قانونی حیثیت-تعزیرات ہند (ایکٹ XIV،سال1860)،دفعات107،161،165A۔

اپیل کنندہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 165A کے تحت جرم کا مقدمہ چلایا گیا تھا جس میں اس نے ضابطے کی دفعہ 161 کے تحت دھان کی جانچ پڑتال کے انچارج انسپکٹر K کو جرم کرنے میں اکسایا تھا۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ جب مستغیث فروخت کے لیے دھان لے رہا تھا تو K نے رشوت کے طور پر 200 روپے کا مطالبہ کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر رقم ادا نہیں کی گئی تو دھان ضبط کر لیا جائے گا، کہ K کے کہنے پر مستغیث نے رشوت کی رقم اپیل کنندہ کو گنتی کے لیے حوالے کر دی اور مؤخر الذکر نے رقم چیک کرنے کے بعد اسے K کو ادا کر دیا۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے خصوصی جج نے قبول کر لیا، استغاثہ کی کہانی اور K کو تعزیرات ہند کی دفعہ 161 کے تحت مجرم قرار دیا اور اپیل کنندہ کو جرم کے لیے اکسایا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ کی رائے تھی کہ ثبوت K کو ادائیگی ثابت کرنے کے لیے کافی مضبوط نہیں تھے، اور اس کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیا، لیکن اپیل کنندہ کی اس بات کی اس بنیاد پر تصدیق کی کہ اس نے K کو ادائیگی کے لیے غیر قانونی تسکین کے طور پر رقم لی تھی اور آیا اس نے واقعی اسے ادائیگی کی تھی یا نہیں، یہ جرم دفعہ 165A کے تحت آتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

قرار پایا گیا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 165A کے تحت اپیل کنندہ کی سزا کو حالات کے تحت مسترد کیا جانا چاہیے۔ پائے گئے حقائق پر، اپیل کنندہ نے کے کی موجودگی میں اور اس کی طرف سے رقم وصول کی اور اگر کے کو اس بنیاد پر بری کر دیا گیا کہ دفعہ 161 کے تحت کوئی جرم نہیں کیا گیا تھا، تو جرم کے ارتکاب میں جان بوجھ کر کسی عمل یا غلطی سے مدد کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نتیجتاً، اپیل کنندہ کی دنست گیری کے جرم کی سزا قابل قبول نہیں تھی۔

دلیپ سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب، [1954] ایس سی آر 145، ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 203، سال 1956۔

فوجداری اپیل نمبر 54، سال 1955 میں گوہاٹی میں آسام عدالت عالیہ کے 14 دسمبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، 23 مئی 1955 کو خصوصی جج کی عدالت کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا، زیریں آسام کے اضلاع دھوبری میں خصوصی کیس نمبر 2، سال 1954 میں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے نور الدین احمد اور کے آر چودھری۔

نونیت لال، مدعاعلیہ کے لیے۔

13.1959 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس کپور نے سنایا۔

کپور، جسٹس خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل آسام عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کے خلاف کی گئی ہے۔ ہمارے سامنے اپیل کنندہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 165A کے تحت ایک جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا جس میں اس نے ایک خلیل رحمان کو تعزیرات ہند کی دفعہ 161 کے تحت جرم کرنے کے لیے اکسایا تھا۔ اپیل کنندہ اور خلیل رحمان دونوں کو ان جرائم کا مجرم قرار دیا گیا جن کے تحت ان پر فرد جرم عائد کی گئی اور انہیں ایک سال کی قید بامشقت سزا سنائی گئی۔ اپیل پر عدالت عالیہ نے خلیل رحمان کو بری کر دیا لیکن اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور سزا کو برقرار رکھا۔

اس اپیل کے حقائق یہ ہیں کہ 9 مئی 1952 کو مستغیث نریندر ناتھ برہما 25 ٹیلے دھان لے کر دو گاڑیاں لے کر دریائے گورنگا کے کنارے سے گزرنے والے راستے پر بلاشیپار بازار کو فروخت کر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

رہے تھے۔ جب وہ صرف تھوڑی ہی دوری پر گیا تو اسے دھان کی جانچ کرنے والے انسپکٹر خلیل رحمان نے روکا، جو اپیل کنندہ اور تین دیگران افراد کے ساتھ تھا۔ خلیل رحمان نے رشوت کے طور پر 200 روپے کا مطالبہ کیا اور مستغیث کو دھمکی دی کہ اگر مانگی گئی رقم ادا نہیں کی گئی تو اس کی گاڑی اور دھان ضبط کر لیا جائے گا۔ اس میں اپیل کنندہ اور تین دیگران افراد نے اس کی حمایت کی۔ مستغیث نے اتنی رقم دینے میں ناکامی کا اظہار کیا لیکن بالآخر وہ 150 روپے ادا کرنے پر راضی ہو گیا۔ اس نے سور جمل او سوال سے 100 روپے ادھار لیے جس میں سے اس نے 80 روپے خلیل رحمان کو پیش کیے جس نے اسے اپیل کنندہ کے حوالے کرنے کو کہا جس نے رقم شمار کی اور اسے خلیل رحمان کے حوالے کر دیا۔ مستغیث کو اپیل گزار کے حق میں 70 روپے کا پرامزری نوٹ جاری کرنے پر بھی مجبور کیا گیا اور اس نے وعدہ کیا کہ دھان فروخت ہونے کے اگلے دن رقم ادا کر دی جائے گی۔ مستغیث کو بازار میں معلوم ہوا کہ ایک اور شخص بیپارام رائے کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا تھا لیکن اس نے صرف 15 روپے ادا کیے تھے۔ 11 مئی 1952 کو، مستغیث نے اپیل کنندہ سے اس کے پیسے کی واپسی اور اس کے ضمیر کی واپسی کے لیے رابطہ کیا اور اگرچہ اپیل کنندہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ اسی دن فتکی باری مڈل انگلش اسکول میں ایک اجلاس ہوا جہاں ڈپٹی کمشنر موجود تھے۔ مستغیث نے اس کے سامنے ایک تحریری شکایت پیش کی جس میں بتایا گیا کہ کس طرح اسے 80 روپے ادا کرنے پر مجبور کیا گیا اور 70 روپے کا پرونوٹ پر عمل درآمد کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے بعد خلیل رحمان اور اپیل کنندہ دونوں پر مقدمہ چلایا گیا، سابق پر تعزیرات ہند کی دفعہ 161 کے تحت، جسے انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 (2، سال 1947) کی دفعہ 5(2) کے ساتھ پڑھا گیا اور مؤخر الذکر پر دفعہ 165A کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور انہیں خصوصی جج نے مجرم قرار دیا اور سزا سنائی جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا تھا۔

مستغیث کا ثبوت یہ تھا کہ اس سے 200 روپے کا مطالبہ کرنے سے پہلے، اپیل کنندہ اور خلیل رحمان "ایک طرف چلے گئے اور کچھ بات چیت کی اور ایک ساتھ آکر ملزم خلیل رحمان نے 200 روپے کا مطالبہ کیا"۔ اس نے یہ بھی کہا کہ "میں نے ان سے کہا کہ میں کسی طرح 80 روپے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور میں ملزم خلیل رحمان کے حوالے کرنا چاہتا تھا جس نے مجھے ملزم فکنا کے حوالے کرنے کی ہدایت کی، یہ کہتے ہوئے کہ وہ گنتی کرے گا، ملزم فکنا نے رقم گن لی اور پھر پوری رقم ملزم خلیل رحمان کے حوالے کر دی اور کہا کہ 80 روپے کام نہیں کریں گے اور مجھے اگلے سنیچر کو 70 روپے کے بقایا نوٹ پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔" مستغیث کے مطابق یہ خلیل رحمان ہی تھا جس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

نے اپنی کاپی سے ایک صفحہ پھاڑ کر مستغیث کے حوالے کیا اور اسے اپنا فاؤنٹین قلم بھی دیا اور پرونوٹ پر عمل درآمد کرنے کے بعد قلم اور پرونوٹ دونوں کو خلیل رحمان کے حوالے کر دیا۔ خصوصی جج نے پایا:-

"مجھے مکمل یقین ہے کہ مستغیث سے 80 روپے کی رقم وصول کی گئی تھی کہ اس نے ملزم خلیل رحمان کی طرف سے دھان ضبط کرنے سے گریز کیا تھا، جس کی ملزم فگنا کانتاناتھ نے مدد اور حوصلہ افزائی کی تھی۔"

اس لیے اس نے خلیل رحمان کو تعزیرات ہند کی دفعہ 161 کے تحت مجرم قرار دیا، لیکن اسے انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1947 کی دفعہ 5(2) کے تحت جرم سے بری کر دیا، اور اپیل کنندہ کو اس جرم کے لیے اکسانے کا مجرم قرار دیا۔ اپیل پر جج ڈیکا نے فیصلہ دیا کہ مستغیث کی شکایت سے یہ واضح نہیں ہے کہ خلیل رحمان کو کوئی ادائیگی کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا:

"یہ ہو سکتا ہے کہ خلیل رحمان ایک فریق تھا جس نے دھان کے ایک ڈیلر سے کچھ رقم نکالی تھی جس نے قانون سے بچنے کی کوشش کی تھی، لیکن یہ ثابت کرنے سے بہت کم ہے کہ اس نے فگنا کانتاناتھ کے بذریعے رقم قبول کی تھی جیسا کہ اب عدالت میں الزام لگایا گیا ہے۔"

جج نے شکایت کنندہ کی اس کہانی کو قبول کر لیا کہ اپیل گزار کو رقم ادا کی گئی تھی لیکن اس کی رائے تھی کہ ثبوت اتنے مضبوط نہیں تھے کہ خلیل رحمان کو ادائیگی ثابت ہو سکے اور اس لیے وہ "خلیل رحمان کو شک کا فائدہ دینے کے لیے تیار تھا اور ہدایت کرتا تھا کہ دفعہ 161، تعزیرات ہند کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیا جائے۔" جہاں تک اپیل کنندہ کا تعلق ہے، اس کی رائے تھی کہ اس نے خلیل رحمان کو ادائیگی کے لیے غیر قانونی تسکین کے طور پر رقم لی تھی اور کیا اس نے حقیقت میں اسے ادائیگی کی تھی یا نہیں، یہ جرم دفعہ 165A کے تحت آتا ہے اور اس لیے اس نے اپیل کنندہ کو اس دفعہ کے تحت مجرم قرار دیا۔ اس طرح فاضل جج کے مطابق خلیل رحمان کے خلاف مقدمہ ثابت نہیں ہوا اور چونکہ اپیل کنندہ کو رقم ادا کی گئی تھی اس لیے وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 165A کے تحت دنست گیری کا مجرم تھا۔ اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے جو بنیادی دلیل پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ خلیل رحمان کو بری کر دیا گیا ہے، اس معاملے کے حقائق اور حالات کی بنیاد پر اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جا سکتا۔ مستغیث کا ثبوت جس کی بنیاد پر اثباتِ جُرم سنائی گئی ہے وہ یہ تھا کہ اس رقم کا مطالبہ خلیل رحمان نے کیا تھا اور اس کے کہنے پر اسے اپیل کنندہ کے حوالے کر دیا گیا جس نے رقم گنتی کی اور اسے خلیل رحمان کے حوالے کر دیا۔ پرونوٹ بھی خلیل رحمان کے کہنے پر لکھا گیا اور اسے اس کے حوالے کر دیا گیا۔ مستغیث کی کہانی کے مطابق اپیل کنندہ نے جو کردار ادا کیا وہ یہ تھا کہ رشوت کے مطالبے سے پہلے خلیل رحمان اور اپیل کنندہ دونوں "ایک طرف ہو گئے" اور ایک کانفرنس کی اور اس کے بعد خلیل رحمان نے 200 روپے کا مطالبہ کیا۔ مستغیث کے ذریعے 80 روپے لائے گئے اور گنتی کے مقصد سے خلیل رحمان کے کہنے پر اپیل کنندہ کو ادا کیے گئے اور اس نے اسے خلیل رحمان کو دے دیا جس نے اسے اپنی پتلون کی جیب میں ڈال دیا۔ شواہد کے اس حصے کے بارے میں ٹرائل کورٹ نے کہا کہ "یہ مکمل طور پر درست نہیں ہو سکتا" اور عدالت عالیہ کا نتیجہ یہ تھا کہ رقم اس کے پاس رہ گئی تھی اور اسے خلیل رحمان کو ادا نہیں کیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات میں دنست گیری کا جرم ثابت کیا جا سکتا ہے۔

بھارتیہ قانون کے تحت دنست گیری کے جرم کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو۔ کوئی شخص محرک کے طور پر مجرم ہو سکتا ہے چاہے جرم کیا گیا ہو یا نہیں۔ دفعہ 165A مندرجہ ذیل ہے:

دفعہ 165A "جو بھی دفعہ 161 یا دفعہ 165 کے تحت قابل سزا کسی جرم میں مدد کرتا ہے، چاہے وہ جرم دنست گیری کے نتیجے میں کیا گیا ہو یا نہیں، اسے کسی بھی تفصیل کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سے۔"

لہذا کسی شخص کو دفعہ 161 کے تحت کسی جرم کے لیے اکسانے کا مجرم ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو۔ "دفعہ 107 میں محرک کی تعریف کی گئی ہے اور ایک شخص کسی کام کو کرنے میں اس وقت محرک ہوتا ہے جب (1) وہ کسی شخص کو وہ کام کرنے کے لیے اکساتا ہے یا (2) اس کام کو کرنے کے لیے ایک یا زیادہ دوسرے شخص یا افراد کے ساتھ کسی سازش میں مشغول ہوتا ہے۔................ یا (3) جان بوجھ کر کسی بھی عمل یا غیر قانونی غلطی سے اس کام کو کرنے میں مدد کرتا ہے۔ دفعہ 107 کی وضاحت (2) مندرجہ ذیل ہے:-

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"جو کوئی بھی، کسی عمل کے ارتکاب سے پہلے یا اس وقت، اس عمل کے ارتکاب کو آسان بنانے کے لیے کچھ بھی کرتا ہے، اور اس طرح اس کے ارتکاب کو آسان بناتا ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اس عمل کو کرنے میں مدد کرتا ہے۔

یہ تجویز نہیں کی گئی ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے جرم کے ارتکاب کے لیے کوئی اشتعال تھا۔ مزید یہ کہ اپیل کنندہ کے خلاف ثابت ہونے والے حالات نے مقدمے کو دفعہ 107 کے دوسرے حصے کے تحت نہیں لایا کیونکہ یہ الزام نہیں لگایا گیا ہے کہ کوئی سازش ہوئی تھی اور اگر دوسرے مبینہ سازشی کو بری کر دیا جاتا ہے تو سازش کا الزام لازمی طور پر ناکام ہونا چاہیے: کنگ بمقابلہ پلمر ([1]) دیکھیں جس نے ٹوپانڈا اس بمقابلہ ریاست بمبئی ([2]) میں اس عدالت کی منظوری حاصل کی ہے۔ ان میں سے کسی بھی معاملے میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اشتعال دلانے والا شخص جرم کا ارتکاب کرتا ہے یا نہیں یا مل کر سازش کرنے والے افراد دراصل سازش کے مقصد کو انجام دیتے ہیں۔

اس کے بعد دفعہ 107 کا تیسرا حصہ باقی رہتا ہے جو امداد کے ذریعے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایک شخص اس وقت مدد کرتا ہے جب وہ کسی عمل کو ارتکاب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے کمیشن کو سہولت فراہم کرتا ہے۔ خلیل رحمان کو بری کرنے کے ذریعے، عدالت عالیہ کو یہ ماننا چاہیے کہ دفعہ 161 کے تحت کوئی جرم نہیں تھا۔ لیکن مدعاعلیہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ خلیل رحمان کو بری کرنا غلط تھا اور اس عدالت کو یہ فیصلہ دینا چاہیے کہ غلط بری ہونا اپیل گزار کو دنست گیری کے جرم میں اثباتِ جُرم سنانے سے نہیں روکتا۔ مدعاعلیہ کے وکیل نے دلیپ سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب ([3]) کا حوالہ دیا جہاں صفحہ 156 پر بوس، جسٹس نے کہا:

"ہم نے اس حقیقت کو مدنظر رکھا ہے کہ عدالت عالیہ کا خیال ہے کہ لامبارداروں سے متعلق مسماۃ پنان کی کہانی کے حصے کو پولیس نے غلط طریقے سے پیش کیا ہے، یہ بھی کہ دونوں عدالتوں نے وقت نزاء کا بیان کے بارے میں شواہد کو خارج کر دیا ہے۔ اس کے باوجود، ہم فاضل سیشن جج سے اتفاق کرتے ہیں کہ مسماۃ پنان اور مسماۃ چرنی کو اہم حقائق کے حوالے سے ماننا چاہیے اور انہوں نے حملہ آوروں کے طور پر تمام ساتوں ملزموں کا صحیح نام لیا۔ اس پر دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت اثباتِ جُرم کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے مطابق ہم ان عقائد کو برقرار رکھتے ہیں۔ دیگر تین مقدمات میں بری ہونا یقینی طور پر ثابت ہوگا لیکن محض یہ حقیقت کہ ان افراد کو،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہماری رائے میں، غلط طریقے سے بری کر دیا گیا ہے، دوسرے مقدمات میں اثباتِ جُرم کو متاثر نہیں کر سکتا۔"

اس معاملے میں اگرچہ عدالت عالیہ نے تین ملزموں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت جرم سے بری کر دیا تھا، پھر بھی جیسا کہ اس عدالت کی رائے میں بری ہونے کا فیصلہ غلط تھا، دفعہ 149 کو چار دیگر اں افراد کے معاملے میں لاگو کیا گیا تھا جنہیں عدالت عالیہ نے دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا تھا۔ اس معاملے میں فیصلہ اس معاملے کے مخصوص حالات کے مطابق ہونا چاہیے۔ موجودہ معاملے میں جس شخص نے گاڑیوں کو آگے بڑھنے کی اجازت دینے کے لیے غیر قانونی تسکین کا مطالبہ کیا وہ خلیل رحمان تھا جسے کسی خاص کام کو کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا اور اپیل کنندہ پر الزام ہے کہ اس نے صرف رقم وصول کی تھی۔ خلیل رحمان کے کہنے پر گنتی کے لیے اور پھر اسے رقم ادا کی۔ یہ استغاثہ کا مقدمہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے خلاف ورزی کرنے والے کو غیر قانونی تسکین کا مطالبہ کرنے کے لیے اکسایا اور نہ ہی استغاثہ نے دفعہ 161 کے تحت کسی جرم کے ارتکاب کے لیے اپیل کنندہ اور خلاف ورزی کرنے والے کے درمیان سازش کا مقدمہ قائم کیا یا ثابت کیا ہے۔ عدالت کے نتائج پر اپیل کنندہ نے خلیل رحمان کے لیے اور اس کی طرف سے رقم وصول کی اور مستغیث کا ثبوت یہ ہے کہ خلیل رحمان نے اسے اپیل کنندہ کے حوالے کرنے کو کہا تھا۔ اگر خلیل رحمان کو بری کر دیا جاتا ہے اور اس لیے دفعہ 161 کے تحت جرم کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے، تو اس معاملے میں جرم کے ارتکاب میں جان بوجھ کر کسی عمل یا غلطی سے مدد کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ اس لیے ہو سکتا ہے کہ مدعاعلیہ کے وکیل نے دلیل دی کہ خلیل رحمان کو بری کرنا غلط ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے اور ہم اس حوالے سے کہتے ہیں کہ عدالت عالیہ کے نتائج متضاد ہیں لیکن چونکہ خلیل رحمان کا معاملہ بری ہونے کے خلاف اپیل کے ذریعے ہمارے سامنے نہیں ہے اس لیے ہم اس سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے۔

ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں پائے جانے والے حقائق اور قائم کردہ حالات پر اور چونکہ خلیل رحمان کو بری کر دیا گیا ہے، لہذا اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ لہذا ہم اس اپیل کو منظور کی جاتی ہے اور اثباتِ جُرم کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ضمانت کے بانڈ بھی خارج ہو جائیں گے۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document